اسلامی تنظیم کی اہمیت اور اس کے تقاضے

جناب سید اسعد گیلانی صاحب

(۲)

تحریکِ اسلامی میں آزادیٔ رائے کا مقام مولانا مودودیؒ نے جماعت میں آزادیٔ رائے کی حفاظت اور اس کے مقام کا تذکرہ کرتے ہوئے تشکیلِ جماعت کے پہلے ہی اجلاس میں فرمایا:

"میں نہ تو یہ چاہتا ہوں کہ فقہی اور کلامی مسائل میں اپنی رائے جماعت کے دوسرے اہلِ علم و تحقیق پر مسلط کروں اور نہ اس کو پسند کرتا ہوں کہ جماعت کی طرف سے مجھ پر کوئی ایسی پابندی عائد کی جائے کہ مجھ سے علمی تحقیق اور اظہارِ رائے کی آزادی سلب ہو جائے۔ ارکانِ جماعت کو میں خداوندِ برتر کا واسطہ دے کر ہدایت کرتا ہوں کہ کوئی شخص فقہی اور کلامی مسائل میں میرے اقوال کو دوسروں کے سامنے حجت کے طور پر پیش نہ کرے۔ اسی طرح میرے ذاتی عمل کو بھی جسے میں نے اپنی تحقیق کی بنا پر اختیار کر رکھا ہے، نہ دوسرے لوگ حجت بنائیں اور نہ بلاتحقیق محض میرا عمل ہونے کی حیثیت سے اس کا اتباع کریں۔ اِن معاملات میں ہر شخص کے لیے آزادی ہے۔ جو لوگ علم رکھتے ہوں وہ اپنی تحقیق پر اور جو علم نہ رکھتے ہوں —— وہ جس کے علم پر اعتماد رکھتے ہوں اس کی تحقیق پر عمل کریں۔ نیز ان معاملات میں مجھ سے اختلاف رائے رکھنے اور اپنی رائے کا اظہار کرنے میں بھی سب آزاد ہیں۔ ہم سب جزئیات و فروع میں اختلاف رائے رکھتے ہوئے اور ایک دوسرے کے بالمقابل بحث و استدلال کرتے ہوئے بھی ایک جماعت بن سکتے ہیں۔ جس طرح صحابہ کرامؓ رہتے تھے۔

تنظیم میں تنقید و احتساب کا مقام اور اہتمام تنظیم کا دستور اس کی ضمانت دیتا ہے کہ

تنقید و احتساب لازم اور ضروری ہے۔ اسی سے جماعت کی اخلاقی صحت بحال رہ سکتی ہے چنانچہ دستور کی دفعہ ۲، شق ۶، ۷، میں درج ہے کہ۔

"ایک رکن جماعت کے لیے لازم ہے کہ وہ:۔

الف۔ رسولِ خدا کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے اور کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اسی معیارِ کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجے میں ہے اس کو اسی درجے میں رکھے۔

ب۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد پیدا ہونے والے کسی دوسرے انسان کا یہ منصب تسلیم نہ کرے کہ اس کو ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر یا ایمان کا فیصلہ ہو۔"

پھر ہدایات کے صفحہ ۳۵ پر درج ہے کہ:۔

"جماعتی زندگی کو درست رکھنے کے لیے تنقید نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی جماعت زیادہ دیر تک صحیح راستے پر گامزن نہیں رہ سکتی۔ اس تنقید سے کسی کو بھی بالاتر نہ ہونا چاہیے۔ خواہ وہ آپ کا امیر ہو یا مجلسِ شوریٰ یا پھر پوری جماعت ہو۔ میں اس کو جماعت کی صحت برقرار رکھنے کے لیے ناگزیر سمجھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ جس روز خدانخواستہ ہماری جماعت میں اس کا دروازہ بند ہوا اسی روز ہمارے بگاڑ کا راستہ کھل جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ میں ابتدا سے ہر اجتماع کے بعد ارکانِ جماعت کا ایک اجتماعِ خاص اس غرض کے لیے منعقد کرتا ہوں کہ اس میں جماعت کے کام اور انتظام کا پورا جائزہ لیا جائے۔ سب سے پہلے میں خود اپنے آپ کو تنقید کے لیے پیش کرتا ہوں تاکہ جس کو مجھ پر یا میرے کام پر کوئی اعتراض ہو وہ اسے سب کے سامنے بلاتکلف بیان کرے اور اس کی تنقید سے یا تو میری اصلاح ہو جائے یا میرے جواب سے اس کی اور اس کی طرح سوچنے والے دوسرے لوگوں کی غلط فہمی رفع ہو جائے۔"

تنظیم میں مشاورت کا اہتمام | اسلامی تحریک میں مشاورت ایک شرعی ضرورت ہے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے بانیٔ جماعت نے رُوداد جماعتِ اسلامی حصہ سوم کے صفحہ ۷۰، ۸۰ پر فرمایا ہے۔

"باہمی مشاورت جماعتی زندگی کی جان ہے اس کو کبھی نظر انداز نہ کرنا چاہیے۔ جس شخص کے سپرد کسی جماعتی کام کی ذمہ داری ہو اس کے لیے لازم ہے کہ اپنے کاموں میں دوسرے رفقا

سے مشورہ لے اور جس سے مشورہ لیا جائے اُس کا فرض ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ اپنی حقیقی رائے کا صاف صاف اظہار کرے جو شخص اجتماعی مشاورت میں اپنی صواب دید کے خلاف رائے دیتا ہے وہ جماعت سے غدر کرتا ہے اور جو مشاورت کے موقع پر اپنی رائے چھپاتا ہے اور بعد میں جب اُس کی منشا کے خلاف کوئی بات طے ہو جاتی ہے تو جماعت میں بددلی پھیلانے کی کوشش کرتا ہے وہ بدترین خیانت کا مجرم ہے۔

اسلامی تحریک کے مقررین کا معیار اسلامی تنظیم اتنی نظریاتی ہوتی ہے کہ وہ اپنے مقررین تک کے لیے خاص انداز اختیار کرتی ہے۔ چنانچہ مولانا مودودیؒ نے معیارِ تقریر پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے رودادِ جماعتِ اسلامی حصہ دوم صفحہ ۴۵ پر فرمایا۔

"ضروری ہے کہ ہم تقریر کا نیا ڈھنگ اختیار کریں، نمائشی اور ہنگامی اسٹیج سے دور رہیں اور ذمہ دارانہ گفتگو کی عادت ڈالیں تاکہ جو آواز بھی ہماری طرف سے بلند ہو وہ اتنی باوقعت، وزن دار اور ممتاز ہو کہ لوگ اُس کو اُن بہت سے سُروں میں سے ایک سُر نہ سمجھ لیں جو ہنگامہ پرور اور بے لگام مقررین کے سازوں سے نکل رہے ہیں۔ میں نے اب تک اپنے ان رفقاء کو تقریر سے روک رکھا ہے جن پر پُرانی عادت کا اثر اب تک باقی ہے۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں اسی پُرانے انداز کی تقریریں ہم بھی نہ کرنے لگیں، جو نظامِ اسلامی کا نام لینے والوں کے منہ کو زیب نہیں دیتیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ نشرِ افکار کے تمام ذرائع استعمال کریں، مگر پہلی شرط یہ ہے کہ انہیں اخلاقِ اسلامی کا پابند بنائیں اور ان غیر صالح عناصر سے انہیں پاک کریں جو شتر بے مہار قسم کے لوگوں نے اِن میں ملا دیئے ہیں۔

تحریک میں جماعت کی اہمیت مولانا مودودیؒ نے اسلامی تحریک کے لیے اجتماعات کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے جماعتِ اسلامی کی دعوت کے صفحہ ۷۶ پر فرمایا۔

"آپ اجتماع کے دنوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں اور دوسری قسم کی دلچسپیوں میں وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیں۔ ان دو تین دنوں کے لیے ایک ایک لمحے کو اپنے نصب العین کی خدمت کے لیے استعمال کیجیے۔ اجتماع کے ایام میں کسی شخص کا دوسری باتوں اور دلچسپیوں کے ساتھ کوئی دلی لگاؤ نہیں ہونا چاہیے۔ یہاں آپ کی پوری جماعتی طاقت ایک

جگہ مجتمع ہے۔ اِس قیمتی موقع سے فائدہ اُٹھایئے، دُور و نزدیک کے رفقاءِ کار سے تعارف پیدا کیجیے، باہم سر جوڑ کر مشورے کیجیے، آپس میں تعاون کی تدبیریں سوچیے، ہمدردوں کے جذبۂ اخلاص و عمل کو اُبھاریئے، نئے لوگوں کو اپنی دعوت سمجھایئے۔ اور اپنی تمام فکر کو اِس سوال پر مرکوز کر دیجیے کہ ہم اپنے مقصد تک پہنچنے کے لیے کیا کیا تدبیریں کس کس طرح کر سکتے ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ اجتماعات کے لیے جب آپ نکلیں اُس وقت سے لے کر اپنے گھروں کو واپس ہونے تک اپنے آپ کو راہ خدا میں سمجھیں اور اس دوران میں آپ کی ساری فکر، تمام توجہ اور پوری مصروفیت اس دعوتِ حق اور اس کے متعلق امور کے لیے وقف ہو۔"

پھر اپریل ۱۹۵۱ء کی مجلسِ شوریٰ میں فیصلے کیے گئے ہیں کہ:۔

"ا۔ ہفتہ وار اجتماعات میں وقت کے اہتمام کے ساتھ ارکان کی حاضری کی پابندی کی جائے۔ جو لوگ کسی اجتماع میں دیر سے آئیں یا نہ آئیں ان سے اس کی وجہ تحریری صورت میں طلب کی جائے یا زبانی معلوم کر کے حاضری کے رجسٹر میں نوٹ کی جائے۔ جو شخص بلا اجازت بغیر عذر شرعی مسلسل تین مرتبہ ہفتہ وار اجتماع سے غیر حاضر رہے اُسے جماعت سے اخراج کا نوٹس دیا جائے اور اس سے وجہ دریافت کی جائے کہ کیوں نہ اسے جماعت سے خارج کر دیا جائے۔"

پھر رودادِ جماعتِ اسلامی حصہ دوم صفحہ ۱۱ تا ۱۴ پر رفقاء سے خطاب کرتے ہوئے بانیٔ جماعت نے فرمایا۔

"ہمارے اجتماع کی نوعیت اصطلاحی جلسوں سے بالکل مختلف ہے۔ جلسوں اور کانفرنسوں میں زیادہ تر تقریریں ہوتی ہیں، جلوس نکلتے ہیں، نعرے بلند کیے جاتے ہیں۔ لیکن اس نوعیت کی کوئی چیز یہاں نہ ہوگی۔ ہمارے ان اجتماعات کے انعقاد کی اصل غرض ہنگامہ آرائی نہیں ہے اور نہ فی الحال توجہاتِ عوام کو اپنی طرف کھینچنا مقصود ہے بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے سے واقف ہوں۔ باہم قریب تر ہو جائیں۔ آپس میں تعاون کی سبیلیں نکالیں۔ صاحبِ امر آپ سے اور آپ صاحبِ امر سے شخصاً واقف ہوں اور اُسے آپ کی قوتوں اور صلاحیتوں کا ٹھیک ٹھیک اندازہ ہو تاکہ وہ آپ سے منظم کام لینے کی کوشش کرے۔ وقتاً فوقتاً ہم اپنا اور اپنے کام کا جائزہ لیتے رہیں اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کو سمجھیں اور انہیں دُور

کرنے کی فکر کریں اور باہمی مشوروں سے اپنے کام کو آگے بڑھانے کی تدبیریں سوچیں۔ غرض ہمارے یہ اجتماعات اپنے اندر عملی روح رکھتے ہیں۔ اِن میں عام جلسوں کی نوعیت کی کوئی چیز نہ آپ پا سکتے ہیں نہ آپ کو اسے پانے کی خواہش کرنی چاہیے۔ اگر ابھی تک جلسہ بازی کی پرانی عادتوں کا کچھ اثر آپ میں موجود ہو اور ان چیزوں کی کوئی تشنگی آپ اپنے اندر پاتے ہوں تو اسے بھی نکالنے کی کوشش کیجیے۔ ان ہنگاموں میں فی الواقع کچھ نہیں رکھا ہے۔ فضول کاموں میں ذرہ برابر وقت ضائع نہ کیجیے۔ بس کام کی بات کیجیے اور پھر اپنا فرض ادا کرنے میں لگ جائیے۔"

تنظیم کے لیے نظم وضبط کی اہمیت

مولانا مودودیؒ بانی جماعت نے رودادِ جماعتِ اسلامی دوم صفحہ ۴۱ پر رفقاء سے خطاب کرتے ہوئے تحریک میں نظم وضبط کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔

"آپ اپنے تمام اجتماعی کاموں میں نظم وضبط اور سکون و وقار اور اسلام کے دوسرے اجتماعی آداب کی پوری پوری پابندی ملحوظ رکھیں۔ بلاشبہ اس معاملہ میں آپ نے پچھلے برسوں کے اندر نمایاں ترقی کی ہے جس پر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں لیکن ابھی آپ کو اپنی بہت سی خامیوں کی تلافی کرنی ہے۔ بہت سی اجتماعی خوبیوں کو اپنے اندر پرورش کرنا ہے اور ابھی بہت فاصلے پر وہ حدِ کمال ہے جس پر آپ کو پہنچنا ہے۔ آپ اپنے مقصد کے لیے دنیا کی جن زبردست طاقتوں کے مقابلہ میں جد و جہد کرنے اٹھے ہیں وہ آج نظم وضبط کی انتہائی حد پر پہنچی ہوئی ہیں اور ان کے مقابلہ میں آپ کا نظم ابھی کسی شمار میں آنے کے قابل نہیں ہے۔ آپ کے پیشِ نظر محض کسی ایک چھوٹے یا بڑے علاقے میں صرف انتظام کرنے والے ہاتھوں کا بدلنا نہیں ہے بلکہ سرے سے اس نظام کو بدل دینا ہے جس پر نوعِ انسانی کی زندگی کا انتظام اس وقت چل رہا ہے۔ آپ کو سمجھنا چاہیے کہ صحابہ کرام نے محض اپنے عقیدہ و مقصد کی پاکیزگی اور اپنے اخلاق کی فضیلت ہی سے نہیں بلکہ اپنی تنظیم سے بھی دنیا کے ائمہ شر کو شکست دے دی تھی۔ اب بھی یہ انقلاب اس کے بغیر رونما نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ اس کے خواہش مند ہیں وہ اپنے آپ کو افکار، اخلاق اور انتظامی صلاحیت میں دنیا کے موجودہ منتظمین سے فائق تر ثابت کر دیں۔"

ایک دوسرے موقع پر خطاب کرتے ہوئے مزید فرمایا:

"آپ کے اجتماعات میں خواہ کتنا ہی بڑا مجمع ہو مگر خیال رکھیے کہ بھیڑ اور ہڑبونگ اور شور و ہنگامہ کی کیفیت کبھی رُونما نہ ہونی چاہیے۔ اگرچہ اس طرح کی کوئی چیز ابھی تک میں نے محسوس نہیں کی ہے مگر پھر بھی آپ کو اس طرح توجہ دلانے کی ضرورت ہے جو کام ہم نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ یعنی اخلاقی اُصولوں پر دُنیا کی اصلاح کرنا اور دُنیا کے نظم کو درست کرنا اس کا تقاضا ہے کہ اخلاقی حیثیت سے ہم اپنے آپ کو دُنیا کا صالح ترین گروہ ثابت کر دکھائیں جس طرح ہمیں دُنیا کے موجودہ بگاڑ پر تنقید کرنے کا حق ہے۔ اسی طرح دُنیا کو بھی یہ دیکھنے کا حق ہے کہ ہم انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر کیسے رہتے ہیں۔ کیا برتاؤ کرتے ہیں، کس طرح جمع ہوتے ہیں اور کس طرح اپنے اجتماعات کا انتظام کرتے ہیں؟ اگر دُنیا نے دیکھا کہ ہمارے اجتماعات میں بدنظمی ہے۔ ہمارے مجمعوں میں انتشار، شور و غل ہوتا ہے۔ ہمارے رہنے اور بیٹھنے کی جگہیں بدسلیقگی کا منظر پیش کرتی ہیں جہاں کھانے بیٹھتے ہیں وہاں آس پاس کا سارا ماحول غلیظ اور گندہ ہو جاتا ہے اور جہاں ہم مشورے کے لیے جمع ہوتے ہیں وہاں ٹھٹھے اور مذاق اور قہقہے اور جھگڑے برپا ہوتے ہیں۔ اور بے قاعدہ حرکات کی نمائش ہوتی ہے تو دُنیا ہم سے اور ہمارے ہاتھوں سے ہونے والی اصلاح سے خدا کی پناہ مانگے گی اور یہ محسوس کرے گی کہ اگر کہیں زمین کا انتظام ان لوگوں کے ہاتھ میں آگیا تو یہ ساری زمین کو ایسا ہی کر کے چھوڑیں گے جیسے یہ خود ہیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے اجتماعات کے دوران میں نظم، باقاعدگی، سنجیدگی، وقار، صفائی و طہارت، حسنِ اخلاق اور خوش سلیقگی کا ایسا مکمل مظاہرہ کریں جو دُنیا میں نمونہ بن سکے۔ آپ کے ہاں خواہ ہزاروں آدمی جمع ہوں لیکن کوئی شور و غل برپا نہ ہونے پائے۔ کسی طرف غلاظت اور گندگی نہ پھیلے۔ کسی قسم کے نزاعات اور جھگڑے نہ برپا ہوں۔ کہیں بھیڑ اور ہلڑ کی کیفیت نظر نہ آئے۔ ایک منظم گروہ کی طرح اُٹھیے اور بیٹھیے۔ اور کھائیے اور جمع ہو جائیے اور منتشر ہو جائیے۔ آپ میں سے جن لوگوں نے حدیث کا مطالعہ کیا ہے انہوں نے دیکھا ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لحاظ سے اپنی جماعت کو کتنا سنجیدہ، باوقار، مہذب اور منضبط بنایا تھا اور اسلامی جماعت کے عرب پر چھا جانے میں اس کیفیت کا کتنا بڑا دخل تھا۔ ایک طرف مشرکین عرب کا یہ حال تھا کہ ان کا ایک چھوٹا سا دستہ بھی اگر کسی علاقہ سے گزر جاتا تھا تو شور محشر

برپا ہو جاتا تھا۔ دوسری طرف صحابہ کرام کا یہ حال تھا کہ ان کے بڑے سے بڑے لشکر بھی منزلوں پر منزلیں طے کرتے چلے جاتے تھے اور کوئی ہنگامہ برپا نہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ جہاد میں صحابہ کرام نے صورتِ حال سے متاثر ہو کر اللہ اکبر کے نعرے بلند کیے تو حضورؐ نے فرمایا جس کو تم پکار رہے ہو وہ بہرہ نہیں ہے۔ یہی باوقار رویہ تھا جس کی تربیت دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار کا لشکر لے کر چلے تو اہلِ مکہ کو اس وقت تک کانوں کان آپ کے آنے کی خبر نہ ہو سکی جب تک کہ آپ نے خود ہی ان کے عین سر پر پہنچ کر آگیں روشن کرنے کا حکم نہ دیا۔ اسی روش کی تقلید ہمیں بھی کرنی چاہیے۔ اور ہمارے اجتماعات میں بھی زیادہ سے زیادہ اسی شان کی جھلک نظر آنی چاہیے۔ اسی طرح اجتماع کے موقع پر جو دیانت وامانت کی محسوس کیفیت نظر آنی چاہیے۔ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے دارالسلام کے اجتماع ۱۹۴۵ء میں فرمایا۔

"جہاں آپ جمع ہوں وہاں دیانت وامانت بالکل ایک محسوس ومشہود شکل میں نظر آنی چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں کسی شخص کو اپنے سامان کی حفاظت کے لیے کسی اہتمام کی ضرورت پیش نہ آئے۔ جس کا مال اور سامان جہاں رکھا ہو وہاں بغیر کسی نگران اور محافظ اور قفل اور کنجی کے محفوظ پڑا رہے۔ کسی کی چیز جہاں گری ہو وہیں اس کو آ کر پالے۔ اور اگر کہیں دکان یا سٹال ہو تو فروخت کنندہ کے بغیر اس کا مال ٹھیک ٹھیک فروخت ہو۔ جو شخص کوئی چیز لے وہ ٹھیک حساب سے اس کی قیمت وہیں رکھ دے خواہ بیچنے والا وہاں موجود ہو یا نہ ہو۔

اسلامی تحریک سے اتفاق کا مفہوم بانیٔ جماعت نے متفقین سے خطاب کرتے ہوئے روداد حصہ دوم کے صفحہ ۸ پر فرمایا۔

"ہمارے ہاں جماعت کی شرکت میں تو کوئی دشواری نہیں ہے مگر شرکت جماعت سے ذمہ داریوں کا جو بارِ گراں اٹھانا پڑتا ہے اس کے وزن کو آگے بڑھنے سے پہلے محسوس کر لینا چاہیے۔ رکنیت کی ذمہ داریوں کا صحیح صحیح اندازہ کیے بغیر جو لوگ ہماری طرف بڑھ آتے ہیں وہ نصب العین میں متحد ہونے کے باوجود زیادہ دیر تک ہمارا ساتھ نہیں دے سکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتداً طریقِ کار کے اختلاف پر گہری نظر نہیں ہوتی لیکن جوں جوں وقت گزرتا ہے یہ اختلاف ابھرنے لگتا ہے اور لوگ

اپنے اپنے پسندیدہ طریقِ کار کی محبت کے جوش میں آ کر نظمِ جماعت کی خلاف ورزی کر بیٹھتے ہیں اور بسا اوقات نصب العین تک سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اگر برضا و رغبت دوسرے طریقوں کو چھوڑ کر ہمارا طریقہ کار اختیار کرنے پر آمادہ ہوں تو آیئے بسم اللہ۔ ورنہ جلدی نہ کیجیے۔ ہمارے لٹریچر کا بغور مطالعہ کرتے رہیے اور ہمارے کام کو مزید کچھ عرصہ دیکھ کر آخری رائے قائم کیجیے"۔

مزید فرمایا:

"بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بس متفق بن کر رہ گئے ہیں حالانکہ اتفاق کی حد تک صرف ان لوگوں کو رہنا چاہیے جو کسی وجہ سے اپنے آپ کو جماعت کے ڈسپلن میں نہ دے سکتے ہوں۔ باقی لوگوں کو آگے بڑھ کر رکنیت کی پوری ذمہ داری اٹھانی چاہیے۔ آخر اللہ کے دین کے تقاضوں سے محض متفق ہونے کے کیا معنی ہیں۔ جماعت کا اصل مدار اپنے ارکان پر ہے۔ انھی پر ہمارا زور ہے۔ ہم جو بھی پروگرام بنائیں گے ارکانِ جماعت کو سامنے رکھ کر بنائیں گے۔ ہم ارکان کی عام بھرتی نہیں کرنا چاہتے لیکن جو متفق ارکان کی طرح کام کر رہے ہیں اُن سے آگے بڑھنے کی اپیل ضرور کرتے ہیں"۔

تنظیم کی اندرونی اصلاح کے تقاضے | بانیِ جماعت نے تنظیم کو بگاڑ سے بچانے اور اس کی اصلاح اور ترقی کے جو مشورے دیئے وہ روداد مجلسِ شوریٰ ۱۹ اپریل ۱۹۵۱ء میں ان الفاظ میں درج ہیں۔

"تمام مقامی جماعتیں (یعنی مقامی شاخیں) اس امر کا خاص اہتمام کریں کہ اگر ان کے ارکان اور رفقائے جماعت کے درمیان کوئی نزاع پیدا ہو جائے تو اُسے ہرگز پرورش نہ پانے دیا جائے۔ بلکہ علم میں آتے ہی فوراً اسے دُور کرنے کی کوشش کی جائے۔

جس حلقہ کی کسی ماتحت جماعت میں کوئی خرابی رونما ہو اس کے نظم کو جلدی سے جلدی خود اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر اس کو کسی بیرونی مدد کی ضرورت ہو تو ضلع اور حلقے کے نظم سے مدد لینی چاہیے۔

— ہر حلقہ کی جماعت اپنے حلقے کے عمدہ کارکنوں کی ایک ٹیم مقرر کرے جس سے بوقتِ ضرورت اصلاح اور کمزور علاقوں میں کام کو آگے بڑھانے کے لیے کام لیا جائے۔

— جہاں کسی حلقے کے نظم کی حالت خود قابلِ اصلاح ہو وہاں مرکز کی ہدایات کے ماتحت اصلاحِ حال کے لیے باہر سے کارکن بھیجے جائیں جو حالات کا مطالعہ کر کے خرابی کے اسباب

متفقین اور اصلاح کی تدابیر تجویز کریں اور اُن کو عملی جامہ پہنانے کی صورتیں اختیار کریں۔ اس غرض کے لیے ایک مرکزی ٹیم بھی مقرر کی جائے جس کے ارکان جہاں بھی اس طرح کی کوئی ضرورت پیش آئے بروقت بھیج دیے جائیں اور انھیں اصلاحِ حال کے لیے تمام مناسب اقدام کرنے کا پورا اختیار ہو۔

— جماعت کے اندر خرابیوں کے در آنے کی ایک بڑی وجہ محاسبہ کی کمی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مقامی، ضلعی اور حلقوں کے ہفتہ وار، سہ ماہی اور ششماہی اجتماعات پابندی کے ساتھ منعقد کیے جائیں اور ان میں ارکان کی اخلاقی اور دینی حالت ان کے معاملات اور جماعت کے نظم میں ان کے طرزِ عمل کا اچھی طرح سے محاسبہ کیا جاتا رہے اور اگر کوئی کارکن اصلاح کی تمام کوششوں کے باوجود درست نہ ہو تو جماعت سے اس کے اخراج کی کارروائی میں بے جا تساہل سے کام نہ لیا جائے۔

— کارکنوں کی تربیت گاہیں خاص اہتمام کے ساتھ برابر قائم کی جاتی رہیں اور تربیت گاہوں کے اختتام کے بعد بھی اس امر کا اہتمام کیا جائے کہ کارکنانِ جماعت، قرآن و سنت اور دینی لٹریچر کا برابر مطالعہ کرتے رہیں۔

— ارکانِ جماعت میں جو بعض کچے لوگ داخل ہو گئے ہیں ان کو تربیت کے ذریعے اُوپر اُٹھانے کی کوشش کیجیے۔ لیکن جو لوگ کوشش کے باوجود اصلاح قبول نہ کریں۔ ان کو جماعت سے چھانٹ دینے کی فکر کی جانی چاہیے۔

— جماعتِ اسلامی نے کبھی بھی تعدادِ ارکان کو زیادہ اہمیت نہیں دی وہ صرف انھی لوگوں کو اپنے اندر لینا چاہتی ہے جو دین واخلاق اور اقامتِ دین کے لیے جدوجہد کے ترازو میں پورے اُترتے ہیں۔

یہ ہیں ایک اسلامی تنظیم کے خدوخال اور اس کے دینی، اخلاقی اور اجتماعی تقاضے جو میں نے خود بانیِ جماعت کی تقاریر اور نگارشات سے پیش کر دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس تنظیم کے اُصولوں کی روشنی میں اپنے آپ کو ڈھالنے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔